

عیسائی مشنریز کی تباہ کاریاں

(۲)

از: مفتی ابراہیم بن بیگ قاسمی
بنگلور

خلاصہ تمہید

اس تمہید کے بعد ایک مسلمان مسلمان ہونے کی حیثیت سے اور ایک منصف مزاج عادل و منصف ہونے کی بنا پر اسلام اور فطرت انسانی کے پیش نظر بخوبی یہ فیصلہ کر سکتا ہے کہ دنیا میں جتنے خود ساختہ مذاہب و ادیان ہیں خصوصیت کے ساتھ موجودہ مذہب یہود و نصاریٰ کے اصول و قواعد اور ان کی تہذیب و ثقافت، عدل و انصاف سے دور عقل و خرد کے مخالف اور فطرت انسانی کے دشمن ہیں اور جو بھی شخص ذاتی اعتبار سے یا جو بھی قوم ملکی سطح پر ان کی تہذیب و ثقافت کو اپنائے گی اور اسے اپنا شیوہ بنا کر فخر محسوس کرے گی وہ بھی فطرت انسانی سے بغاوت کرے گی اور دنیا کے نظام چین و سکون کو ختم کر دے گی۔ اس کا مطلب یہ نہ سمجھا جائے کہ فطرت انسانی کی باغی قوم (یہود و نصاریٰ) سے قومی و ملکی سطح پر یا بین الاقوامی سطح پر تعلق ختم کر دیا جائے اور ان کے سائنسی تحقیقات کے متعلق علوم کو اور ان کے بعض معاشی اعتبار سے صاف و شفاف نظریات کو اور ان کے اسکولس و کالجز میں پڑھائے جانے والے غیر معیاری و غیر اخلاقی نصاب کے علاوہ اخلاقی معیاری نصاب کا اور انگریزی زبان سیکھنے و سکھائے جانے کو غیر حکیمانہ و عجلت پسند فیصلوں سے ٹھکرادیا جائے بلکہ ان کے سیکھنے و سکھائے جانے میں اہل دانش و بینش کی جانب سے نہ کوئی اعتراض ہوگا اور نہ کسی قسم کا تردد۔ اصل مسئلہ تو ان کی غیر فطری تہذیب و ثقافت اور تعصب سے لبریز نصاب اور مزاج و مذاق کا ہے جب کسی قوم کی تہذیب و ثقافت کی بات آتی ہے تو وہاں تہذیب و ثقافت کے نام سے کئی ایک شعبے سامنے آ جاتے ہیں۔ منجملہ ان شعبوں میں ایک شعبہ تعلیم و تعلم کا ہے حالانکہ یہ

بات صاف ہو جانی چاہئے کہ کسی بھی قوم کی تہذیب و ثقافت کا شعبہ الگ چیز ہے اور تعلیم و تعلم کا شعبہ الگ چیز ہے جیسا کہ عیسائی مشنری اسکولس میں تعلیم و تعلم کے ساتھ خود اپنی غیر فطری تہذیب، ثقافت اور غیر اخلاقی مزاج و مذاق تعصب سے بھرے نصاب تعلیم کو ”جزر لائیٹ“، یعنی اہم جز بنادیا جاتا ہے جس کے بغیر تعلیم ہی نہیں بلکہ ایک بے کار فضول شے ہے۔

عصری تعلیم و تعلم ایک الگ چیز ہے، عیسائی تہذیب ایک الگ چیز ہے

دنیاوی علوم یعنی مادیات سے متعلق دنیا میں جتنے فنون و کمالات ہیں اور انہیں حاصل کرنے کیلئے اور دن بدن ترقی کرنے کے لئے تحقیقاتی ادارے اور کمپنیاں قائم کرنے کے لئے سائنسی و جغرافیائی کھوج کیلئے معاشیات و سیاسیات میں بہتری پیدا کرنے کے لئے از اول تا آخر جتنے علوم اسکول و کالجز میں سیکھے و سکھائے جاتے ہیں اور اس کی سندیں اور ڈگریاں دی جاتی ہیں ان سب کے لئے عیسائی و یہودی تہذیب کی یا پھر مغربی تہذیب و ثقافت اور ان کے طرز معاشرت کی چنداں ضرورت نہیں، لیکن آج کل کچھ مغربی تہذیب کے نشے میں دھت لوگ یا مغربی تہذیب کی بلا سوچے سمجھے اتباع کرنے والے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ جب تک ہمارے بچوں کو مغربی تہذیب یعنی عیسائی تہذیب و ماحول اسکولس و کالجز میں Admission داخلہ نہیں دلوائیں گے اس وقت تک ہمارا بچہ لائق و فائق نہیں بن سکتا اور طرز معاشرت میں یعنی کھانے پینے، اٹھنے بیٹھنے، سونے جاگنے، شادی بیاہ اور بہت سارے معاشرتی معاملوں میں مغربی تہذیب کا پاس و لحاظ نہیں رکھے گا، وہ سماج کی نگاہ میں قدامت پسند اور دقیانوسی کہلائے گا، اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں ایک ایسا تاریخی اعتراض بالفاظ دیگر ایک تاریخی حقیقت بیان کر دی جائے جس میں مختلف تاریخ ساز شخصیتیں مثلاً ماہر طب، ماہر سائنس، ماہر فلکیات، ماہر جغرافیہ، ماہر معاشیات، ماہر ریاضی، ماہر فن مہندسی، ماہر تاریخ و ادب۔ وغیرہ وغیرہ کی صدیوں تک پیش بہا خدمات رہی ہیں۔ جن کے خدمات و احسانات تلے آج دنیا کے سارے سائنس داں، اطباء، انجینئرز وغیرہ کا وجود قائم ہے۔ گویا کہ وہ سارے لوگ بانی و مبنی استاذ بلکہ ابو الاستاذ کی حیثیت رکھتے ہیں، جنہوں نے دنیوی تحقیقات کے اعتبار سے یہ سب کچھ کیا لیکن اپنے دین و مذہب کو اور اپنے ملک و قوم کے معاشرے کو اور اپنی تہذیب و ثقافت کو نہیں چھوڑا تا کہ وہ قوم یا ملک یا خاص تہذیب و تمدن دنیا سے ختم نہ ہو جائے اور اس قوم کا طرہ امتیاز ہمیشہ ہمیشہ کیلئے باقی رہے۔

کچھ تاریخ ساز شخصیتیں اپنی تہذیب خاص میں

تقریباً ۱۹۴۷ء سے یا اس سے کچھ پہلے جب یہاں (ہندوستان) انگریز آئے تو انھوں نے جس طرح یہاں کے کاروباروں پر، منڈیوں پر اور یہاں کی ریاستوں پر آہستہ آہستہ قبضہ کیا ٹھیک اسی طرح یہاں کی تہذیب و ثقافت پر بھی اپنی مغربی تہذیب کا جال بچھایا اور رفتہ رفتہ ملک و بیرون ممالک کے بہت سے علاقوں میں اپنے طرز خاص کر کانویٹنس Convents اسکولس کھولے جو خالص مغربیت اور مغربیت کے ذریعہ عیسائیت کی ترجمانی کرنے والے تھے۔ اور یہاں کے لوگوں کو یہ باور کرایا گیا کہ اگر دنیا میں ترقی کرنی ہے اور دنیا کو اپنی مٹھی میں لینا ہے اور سائنسی اور جغرافیائی دنیا میں، انجینئرنگ اور الیکٹرانک کی دنیا میں قدم جما نا ہے تو ہماری تہذیب کو اپناؤ اور ہماری ثقافت کو اپنی زندگی میں جاری و ساری کرو۔ چنانچہ ہندوستان ہی نہیں بلکہ ہندوستان کے علاوہ سارے ایشیائی ممالک اور غیر ایشیائی ممالک نے مل کر ان کی اتباع و اقتدار شروع کر دی جس کا نتیجہ آج ہم اور آپ کو دیکھنا پڑ رہا ہے۔ یہاں یہ بتادینا ضروری ہے کہ پچھلے صدیوں کے جتنے بڑے بڑے سیاستداں جغرافیادان، ریاضی دان، طب دان، کیمیا دان، فلسفہ دان اور بہت سارے دان اپنے اپنے میدان علم و تحقیق میں تحقیق کی چوٹیوں تک پہنچے لیکن اپنی تہذیب خاص کو اور اپنے مذہب کے احکامات کو اور اس کے خاص مزاج و مذاق کو نہیں چھوڑا اور اپنی تہذیب و ثقافت کو گلے لگائے ہوئے ایسی عمدہ علمی و تحقیقی خدمات انجام دیئے جس سے صدیوں تک لوگ استفادہ کرتے رہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں چند ایسے سائنسدان، جغرافیہ دان وغیرہ وغیرہ کا ذکر کیا جائے جنھوں نے تحقیق کے میدان میں ہر لائن سے کام کیا لیکن اپنے مذہب کو نہیں چھوڑا۔

(۱) جابر بن حیان: Father of Chemistry

یہ بات بہت صحیح ہے کہ دنیا کے اندر بہت سارے کیمیا دان گزرے ہیں لیکن فن کیمیا یعنی Chemistry میں جابر بن حیان جیسی شخصیت شاید ہی گزری ہو جن کا سن پیدائش ۷۲۱ء اور وفات ۸۰۳ء جن کو دنیا کے بڑے بڑے سائنسدان حضرات کیمیا کا باوا آدم یعنی Father of Chemistry کہتی ہے، اتنا بڑا محقق اور اتنا بڑا کیمیا دان اپنے میدان میں لوہا منوالیا، لیکن اس میدان میں کامیابی کیلئے کسی تہذیب کا سہارا نہیں لیا اور نہ اپنے مذہب اور اس کے احکامات کو چھوڑا۔

(۲) ابن فرناس

یورپ کے محقق بلکہ ساری دنیا کے محقق عباس ابن فرناس کو اچھی طرح جانتے ہیں جس نے اپنی تحقیق سے وہ کمالات دکھلائے ہیں دنیا والے خصوصاً اہل مغرب کے بڑے بڑے سائنس دان حیران و پریشان ہیں۔ یہ وہ شخصیت ہے جس نے کیمیا، طبیعیات، فلکیات میں تحقیق کرتے ہوئے ”بلور“ یعنی Rockcrystal دریافت کیا اور اسے کس طرح کاٹنا چاہئے وہ بھی بتلایا، اتنی ہی نہیں بلکہ ان کے عظیم کارناموں میں ایک عظیم کارنامہ وہ ہے جس کے صدقہ میں آج پوری دنیا کے ہوائی جہاز آسمان میں گھوم پھر رہے ہیں یعنی ہوا میں اڑنے والی فلائنگ مشین Flying Machine ایجاد کی اور دنیا والوں کو آسمان اور خلا میں کیسے اڑنا سکھلایا، اتنا سب کچھ کرنے کے بعد بھی نہ تو اپنی تہذیب چھوڑی اور نہ اپنا مذہب اور اس کی تعلیم چھوڑی۔ اس Flying Machine کی ایجاد کے ہزار برس بعد Wright Brothers نے Glider ایجاد کیا۔

(۳) ابو بکر محمد بن زکریا الرازی

امام رازی بھی سائنس دانوں کے فہرست میں محتاج تعارف نہیں جن کی بیش بہا خدمات پوری دنیا کو مذہب کے اعتبار سے اور معاشرے کے اعتبار سے مسلسل آج تک فائدہ پہنچا رہی ہیں، عہد وسطیٰ میں سترہویں ۱۷ عیسوی صدی تک فن طب کے اندران کا کوئی مد مقابل نہیں آیا بلکہ تحقیقات کے باوجود ان کی عالمی تحقیق میں نہ تو مذہب آڑے آیا اور نہ کوئی تہذیب خاص حائل بنی۔

(۴) البیرونی

دنیا کے بڑے ریاضی دان لوگوں میں رہتی دنیا تک البیرونی کا نام فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ انھوں نے بھی ریاضی کے شعبہ میں وہ خدمات انجام دی ہیں کہ دنیا کے تمام ریاضی داں ان کی خدمات سے انکار نہیں کر سکتے۔ لیکن ان کے فن ریاضی کے سیکھنے سکھانے میں اور اس میں کمال پیدا کرنے میں مذہب کو خیر باد نہیں کیا اور نہ اپنی مسلم تہذیب کو خود سے جدا کیا۔

(۵) عمر الخیام

فن ریاضی داں، فن سائنس، فن فلکیات میں، جس طرح عمر الخیام کا نام و مقام بڑی عزت

کی نگاہوں سے دیکھا جاتا ہے۔ ٹھیک اسی طرح فن شاعری میں بھی ان کی شاعری عالمگیر شاعری کی حیثیت رکھتی ہے اگر کسی شاعر کو عمر الحیام کا نام معلوم نہ ہو تو وہ شاعر تو ہو سکتا ہے لیکن ناقص غیر عارف شاعر کہلائے گا۔

(۶) ادریسی

ابو عبد اللہ محمد ابن محمد عبد اللہ ادریسی اشرف کی سن پیدائش ۱۰۹۹ء ہے اور وفات ۱۱۶۶ء ہے۔ اور ادریسی دنیا کے ان عظیم جغرافیہ داں لوگوں میں ہیں جن کی جغرافیہ دانی سے جغرافیہ اپنے عروج پر پہنچا، اتنے تمام تر کمالات کے حاصل کرنے کے بعد نہ تو اپنے مذہب میں کسی قسم کی رواداری کو قبول کیا اور نہ کسی بھی اعتبار سے مذہب میں نقص و کمی کو محسوس کیا۔

(۷) ابن رشد

ابن رشد علامہ ابن رشد سے جانے پہچانے جاتے ہیں جنہوں نے فلسفہ کے میدان میں کمال کو پہنچ کر بھی نہ تو اپنے مذہب کو چھوٹا سمجھا نہ اس کی تہذیب و ثقافت کو اپنی زندگی سے علیحدہ کیا۔

(۸) علامہ طوسی

علامہ طوسی دنیا کے ان ماہرین سائنسداں و علماء میں شامل ہیں جو دنیاوی اعتبار سے اور دینی اعتبار سے ہر فن کے مولیٰ جانے جاتے تھے۔ فن طب، فن ریاضی، فن فلکیات، فن فلسفہ، فن شاعری کے ساتھ دینی مضامین تفسیر، حدیث، فقہ میں بھی اعلیٰ درجہ کی مہارت تھی، ان سب کمالات کے باوجود علامہ طوسی نے نہ تو اپنے اسلامی وضع قطع میں کمی بیشی کی اور نہ اس میں کسی اعتبار سے فکری و عملی اعتبار سے رواداری قبول کی۔

ابن نفیس اور الغ بیگ

ابن نفیس کو نحو و منطق اور فقہ میں الغ بیگ کو رصد گاہوں کے تیار کرانے میں جو مہارت حاصل تھی اسے اہل علم و دانش اچھی طرح سے جانتے ہیں سمرقند کو دنیا کے بہت سارے ممالک اور ان کے شہروں میں فن تعمیر کے اعتبار سے ممتاز بنادیا تھا لیکن ان سب کمالات کے باوجود ان دونوں

حضرات نے کبھی نہ تو اپنے دین کو اور دینی مزاج و مذاق کو بدلا اور نہ اس میں کسی قسم کی کوتاہی کی۔ مذکورہ عظیم تاریخ ساز شخصیتوں کو دیکھ کر یہ پتہ چلتا ہے کہ عصری یعنی مادی علوم کے سیکھنے و سکھانے میں اور اس میں روز افزوں ترقی کرنے میں مغربی تہذیب و ثقافت کی کوئی ضرورت نہیں اور جو لوگ اسے لازمی سمجھتے ہیں وہ اندھی تقلید میں مبتلا ہو کر دو طرح کے عظیم نقصان میں مبتلا ہو رہے ہیں۔

- (۱) دین اسلام کی مذہب کے اعتبار سے شناخت و شبیہ کو بگاڑ رہے ہیں۔
- (۲) ملکی و قومی اعتبار سے ایسا فساد و بگاڑ پیدا کر رہے ہیں کہ شاید تاریخ نے آج تک اس قسم کے بگاڑ کو دیکھا یا سنا نہ ہو اور ساتھ ساتھ اپنے ہی ملک کی شناخت کو مخمخ کر رہے ہیں۔

مغربی تہذیب سے مذہب کا نقصان

دنیا کے اندر جتنے مذاہب و ملل ہیں خاص طور سے مذہب اسلام اپنے اپنے مذاہب کے اعتبار سے صدیوں سے ایک خاص رنگ و روپ، الگ وضع قطع کو باقی رکھتے ہوئے آرہے تھے اب ایک عرصہ دراز سے وہ خاص رنگ و روپ باقی نہیں رہا اور نہ مذہبی سالمیت باقی رہی۔ یوں تو دنیا میں بسنے والوں کے بے شمار مذاہب ہیں لیکن انگریزوں نے ”برٹش ایمپائر (British Empire) کے نام سے ظلم و استبداد، چال بازی و مکاری کے ساتھ ساتھ جہاں کہیں بھی حکومت کی اور ایک عرصہ کے بعد وہاں سے نکلے ہیں تو جتنی مدت وہاں رہے پورے زور و شور یا پوری ترغیب و ترہیب سے اُن اُن علاقوں کی مذہبی تہذیب کو تقریباًًً ختم کر دیا تاکہ گلوبلائزیشن (Globalisation) یعنی عالمگیریت باقی رکھے اور اس عالمگیریت کو باقی رکھ کر ایک عالمگیر تہذیب یعنی مغربی تہذیب سے پوری دنیا میں اپنا تجارتی اثر باقی رکھیں اور ساری دنیا والے ان کے محتاج اور ان کے اشاروں پر ناچیں اور مغربی تہذیب کی غلامی کا طوق اپنے گلوں میں ہمیشہ ڈالے رکھیں۔

اسی لئے مغربی دنیا نے کچھ ایسے کام انجام دیئے جس کے تحت وہ دنیا پر راج کر سکیں جیسے ڈرامے، فلمیں، اسٹیج شو، ماڈلنگ اور بیوٹی کانٹسٹ اور اس کے علاوہ کچھ ایسے پروگرام اور فنکشن جو خالص مغرب ہی کی عکاسی کریں جیسے برتھ ڈے، اینورسری، Anniversery پروگرام Happy New Year، ویلنٹین ڈے پروگرام وغیرہ وغیرہ۔ منجملہ دیگر اسباب کے مذکورہ اسباب بھی مغربی تہذیب کے بڑھنے اور ترقی کرنے کے اسباب ہوئے لیکن ان سب اسباب کے

علاوہ ایک ایسا بنیادی سبب ہے کہ جو سارے مذکورہ اسباب کے لئے فکری قوت و طاقت پیدا کرتا ہے اور کچھ سال کے عرصہ میں یہ اتنا پختہ ہو جاتا ہے کہ وہ ایک شخص کے لئے طبیعت ثانیہ، فطرت اور عادت بن جاتا ہے، جسے نہ گھر اور سرپرستوں کی طاقت ختم یا کمزور کر سکتی ہے اور نہ باہر کی طاقت، دوست احباب رشتہ دار وغیرہ ختم کر سکتے ہیں اور وہ اسکولس و کالجز کے اسٹوڈنٹس کی مغربی فکری طاقت ہے، خاص طور پر ایسی فکری آزادی جو مذہب اسلام اور ملک کی تہذیب کو بالائے طاق رکھ دے اور یہ مغربی فکری قوت، عیسائی مشنری اسکولس و کالجز میں پیدا کی جاتی ہے۔

دنیا میں عیسائی مشنری اسکولس کو کب اور کیسے فروغ ملا

دنیا کی چار مغربی قومیں ایسی ہیں جنہوں نے کاروباری یعنی ملکی تجارت، ملکی لین دین کے ادارے سے دنیا کے بیشتر ممالک کا سفر کیا اور وہاں کے فرمانرواؤں کو اپنے دام فریب میں پھانس کر کاروبار شروع کیا اور کاروبار سے اور آگے بڑھ کر ملک کے داخلی و خارجی معاملے میں دخل اندازی شروع کی اور آہستہ آہستہ دنیا کے اکثر و بیشتر ممالک پر اپنا شکنجہ مضبوط کر دیا، پھر آہستہ آہستہ وہاں کی تہذیب کو مغربی تہذیب بنانے کی مختلف فکریں اور کوششیں کیں اور وہ چار قومیں European Imperial Power سے جانی اور پہچانی جاتی ہیں۔ اور وہ چار قومیں یہ ہیں: (۱) مغربی (۲) فرانسیسی (۳) ڈچ (۴) پورچوگول۔ یہ وہ چار قومیں یا چار ممالک ایسے ہیں جنہوں نے دنیا کے کم و بیش ۸۰ یا ۹۰ ممالک پر ظالمانہ و جابرانہ حکومت کی اور جن ممالک پر انہوں نے حکومت کی آج ان ممالک کے Common Wealth Countries کہا جاتا ہے۔ مذکورہ چار قوموں میں British Impire یعنی برطانیہ والوں نے ہندوستان کو کاروبار کا پھر کاروبار کے ذریعہ تقریباً پورے ملک و قوم کو غلام بنایا پھر ہندوستانیوں کی قید و مشقت والی زندگی اور غلامی اور ان کی حکومت ۱۵۶۰ء سے لے کر ۱۹۴۷ء تک چلتی رہی اور اس عرصہ میں ملک و قوم کے نوجوان اور بڑے بہادر وزیریک حضرات نے اپنے خون پسینہ سے ملک کو آزاد کر لیا تب جا کر یہ ہمارا ملک ہندوستان انگریزوں کے ظلم و ستم والے چنگل سے آزاد ہوا، آزادی کے موقع پر اور آزادی کے ملنے تک دو بڑی خطرناک چیزیں ہندوستان میں جنم لے چکی تھیں۔ ایک وہ نظریہ جو مسلم لیگ والوں کا تھا کہ مسلمانوں کے لئے ایک ایسا خطہ چاہئے جس میں مسلمان اپنی مسلمانیت یعنی اسلام اور اس کا تشخص برقرار رکھ سکیں لیکن افسوس صد افسوس کہ ایسا تو ہونہ سکا اور اس کے نہ کچھ آثار نظر آرہے

ہیں، صاف صاف الفاظ میں پاکستان کے نام پر جو تقسیم ہوئی اس کی وجہ سے نہ تو ہندوستان کے مسلمانوں کے حق میں آزادی کا صحیح مطلب و مطلوب مل سکا اور نہ پاکستان کے مسلمانوں کو مسلمانیت یعنی اسلام کے شان دار اقدار ملک پاکستان میں مل سکے۔ بہر حال دوسری بڑی غلطی خود ہم ہندوستانیوں کو آج تک سیکولر حکومت کے ہونے کے باوجود سکولریت اور جمہوریت کے تمام حقوق اچھی طرح سے مل سکے لیکن ہم اس کے باوجود ہندوستانیوں کی زندگی خود اپنے ملک ہندوستان میں بہت اچھی گزر رہی ہے، اللہ اور بھی اچھی طرح زندگی گزارنے کے مواقع عطا فرمائیں۔ بہر حال یہ بات جملہ معترضہ کے طور پر یہاں آگئی ہے۔

الغرض مذکورہ چار قومیں ایسی ہیں جنہوں نے جہاں بھی حکومت کی صرف حکومت نہیں کی بلکہ حکومت کرنے کے علاوہ وہاں کے معدنیات سے بھرپور فائدہ اٹھایا۔ ساتھ ساتھ تجارت کے نام سے بھی کئی ایک علاقوں کے سیم وزر کو اپنے اپنے ملکوں کو روانہ بھی کیا۔ خاص طور پر انگریزوں نے ہندوستان جسے اس وقت سونے کی چڑیا کہا جاتا تھا اور آج بھی کہا جائے تو کوئی بے جا بات نہیں ہوگی، خوب سے خوب لوٹا اور لوٹ کر اپنے علاقہ برطانیہ کو مال و دولت سے بھر دیا اور اس کے علاوہ ان قوموں نے حکومت کردہ علاقوں میں اپنی تہذیب خاص کر اور اپنی زبان خاص کر پورے زور سے فروغ دیا جس کا نتیجہ ہی یہ ہے کہ آج تقریباً پوری دنیا فکر مغرب کی غلامی میں مبتلا ہے۔

فکر مغرب کی غلامی کے اسباب

دنیا کے اندر حقیقی غلامی تو انسان کو اس کی کرنی چاہئے جو ہم سب کا خالق و مالک ہے، اب رہی وہی مجازی غلامی یعنی کسی کی اتباع و اقتدار تو صرف ایسی ذات یا ایسی قوم کی کرنی چاہئے جو ہمارے حق میں محسن، شریف، دیانت دار اور امانت دار ہو اور جو شخص یا قوم محسن کے بجائے ظالم، شریف کے بجائے غیر شریف، دیانت دار و امانت دار کے بجائے خائن ہو تو اس کی اتباع ہرگز ہرگز نہیں کرنی چاہئے چنانچہ اسی طرح کے صفات مذکورہ چار قوموں میں پائے جاتے ہیں۔

یوں تو مغربی فکر کی غلامی اور اس کے اسباب کو غور سے دیکھا جائے اور اس کا تجزیہ کیا جائے تو تمام کے تمام اسباب ایسے پہلوؤں کی ترجمانی کرتے ہیں جن کے مثبت پہلو بڑے رنگین و خوشنما انداز کے معلوم ہوتے ہیں اور ہر سادہ لوح آدمی ان اسباب کو دیکھ کر بڑا ہی متاثر اور دل پھینک بن جاتا ہے اور یہ دل پھینک کیوں کر نہیں بنے گا جبکہ وہ اسباب (خواہ کچھ لے کر یعنی انسانی

وتہذیبی اقدار کو فروخت کر کے یا اسے پامال کر کے (روٹی، کپڑا اور مکان کے ارد گرد گھومتے ہیں۔ روٹی، کپڑا اور مکان کو حاصل کرنے کے لئے ایسی ملازمتوں کا لالچ دیا جاتا تھا کہ اس نوکری کے حاصل کرنے کے لئے یا تو ضمیر فروش بننا پڑتا تھا یا نہیں تو ان کے قائم کردہ کانٹنس اسکولس اور کالجز کا سہارا لینا پڑتا تھا، اور اسی طرح روٹی کپڑا اور مکان کے حصول میں جب صحت خراب ہو جاتی تو لامحالہ ان کے قائم کردہ مشنری اسپتال جانا پڑتا تھا اور اس کے علاوہ کچھ اور اسباب بھی ہیں جو متوسط طبقہ والوں سے متعلق نہیں ہیں بلکہ امیر ترین یا اہل جاہ و اہل ثروت سے متعلق ہیں تاکہ ہر طبقہ کا آدمی ان سے متاثر ہو کر ان کی بھول بھلیوں میں ”کولہو“ کے بیل کی طرح گھومتے اور پھرتے رہتے ہیں، یعنی قحبہ خانے، بال رومس اور مختلف نام کے ایسے کلبس جن کا سائن بورڈ تو سماجی ترجمانی ضرور کرتا ہے لیکن جب اندر جھانک کر دیکھا جائے تو سماجی خدمات کے علاوہ اہل اثر لوگوں کی مختلف انداز سے ذہن سازی کی جاتی ہے تاکہ یہ ملک و قوم کے بجائے ان کے مت والے اور پھو بن کر زندگی گزاریں۔

غرض یہ کہ مغربی غلامی کے اور بھی بہت سے اسباب ہو سکتے ہیں مگر ان اسباب میں ایک بڑا سبب عیسائی مشنری اسکولس ہیں لہذا اس زیر نظر مقالہ میں اس بات کی کوشش کی جائے گی کہ عیسائی مشنری اسکولس کا قیام اور اس کے مقاصد اور منصوبہ بند سازشیں، وہاں کا مزاج و مذاق اور اسکولس میں داخل ہونے سے لے کر باہر نکلنے تک کی تمام کارروائیاں نصاب تعلیم، وضع قطع، مخلوط تعلیم، سال بھر کے مختلف ناموں سے منعقدہ حیات سوز پروگرام اور خود وہاں کے معلمین و معلمات کا خاص مذہبی ڈھنگ کا لباس، بچوں کی تعلیم کے ساتھ بچوں کی آزاد مزاجی کی ذہن سازی اور عیسائیت کی فکر سازی، عیسائی مشنری اسکولس سے وصول شدہ بلڈنگ فنڈ اور ڈونیشن وغیرہ کی موٹی موٹی رقم کا استعمال اور ایسے بچوں کا انتخاب جن کے والدین پڑھے لکھے ہوں وغیرہ وغیرہ اہم موضوعات پر روشنی ڈالی جائے تاکہ ہر کس و نا کس پر سالوں سے چلی آرہی اندھا دھند تقلید آشکارا ہو جائے اور اس کے بعد ارباب فکر، اہل علم، درد مند سیاست داں، علماء و فضلاء اس کی روک تھام کے لئے عملی اقدام کریں اور ایسے اسکولس و کالجز قائم کریں جہاں ہر سمت سے ماحول سازگار ہو اور مزاج و مذاق صاف و شفاف ہو جس سے ہمارا مذہب و مسلک بھی مضبوط ہو اور ملک و قوم کا ملکی و ملی شعار بھی باقی رہے۔